فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: قریب الموت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''قریب المرگ کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں۔''

(صحيح مسلم : 916)

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ تلقین اس وقت کی جائے گی، جب انسان موت کے قریب ہو، نہ کہ بعد المرگ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل اسی پر دال ہے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مَجَازُهٗ أَيْ مِنْ قُرْبِ مَوْتِهٖ لَا الْمَيِّتُ حَقِيقَةً .

''جمہور اہل علم کے مطابق اس حدیث میں مجازی معنی مراد ہے، یعنی قریب الموت، نہ کہ حقیقی طور پر میت۔''

(حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 558)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ : يَا خَالُ، قُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ : أَخَالٌ أَمْ عَمٌّ؟ فَقَالَ : لَا، بَلْ خَالٌ، قَالَ : فَخَيْرٌ لِي أَنْ أَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَعَمْ .

''رسولِ کریم ﷺ ایک انصاری کی تیمارداری کے لئے گئے، فرمایا: ماموں جان! لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے، کہا: ماموں یا چچا؟ فرمایا: ماموں! کہا: کیا لا الہ الا اللہ کہنا میرے لیے خیر کا پیغام لائے گا؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(مسند الإمام أحمد : 268/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علمائے احناف لکھتے ہیں:

هٰذَا التَّلْقِينُ مُسْتَحَبٌّ بِالْإِجْمَاعِ .

''یہ تلقین بالاجماع مستحب ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:157/1، البِناية للعيني : 177/3، النّهر الفائق لابن النُّجَيم : 381/1، حاشية الطّحطاوي، ص 558)

سوال: کیا لیلۃ القدر اُٹھالی گئی ہے؟

جواب: نہیں، لیلۃ القدر بالاجماع تا قیامت باقی ہے۔

❀ مرثد بن عبداللہ زمانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ : أَنَا كُنْتُ أَسْأَلَ النَّاسِ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ تَكُونُ فِي زَمَانِ الْأَنْبِيَاءِ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْوَحْيُ، فَإِذَا قُبِضُوا

رُفِعَتْ؟ فَقَالَ : بَلْ هِيَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

''مجھے لیلۃ القدر کے متعلق بتائیے۔تو ابو ذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات کے متعلق سب سے زیادہ میں سوال کیا کرتا تھا، میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! بھلا لیلۃ القدر انبیائے کرام علیہم السلام کے زمانے کے ساتھ خاص ہے؟ کہ اس وقت وحی نازل ہوتی تھی، پھر جب انبیا وفات پا گئے، تو کیا یہ رات اُٹھالی گئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 171/5 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۱۷۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۸۳) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۶۰۳۹) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّهَا تَكُونُ بَاقِيَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ سَنَةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَمَا زَعَمَهٗ بَعْضُ طَوَائِفِ الشِّيعَةِ مَنْ رَفْعِهَا بِالْكُلِّيَّةِ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہر سال آتی ہے، اس کے برعکس شیعہ کے بعض گروہوں کا کہنا ہے کہ یہ رات سرے سے ہی اُٹھالی گئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 446/8)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ مَنْ يُّعْتَدُّ بِهٖ فِي الْإِجْمَاعِ عَلٰى بَقَائِهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَشَذَّتِ الرَّوَافِضُ فَقَالُوا: رُفِعَتْ.

''جن کا اجماع معتبر ہے، ان کا اجماع ہے کہ یہ رات تا قیامت باقی رہی گی، ان کے برعکس (بعض) روافض کا کہنا ہے کہ یہ رات اُٹھا لی گئی۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 590/13)

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالخَامِسَةِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے لیے باہر تشریف لائے، تو دیکھا کہ دو مسلمان لڑ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کو لیلۃ القدر کے متعلق خبر دینے کے لیے نکلا تھا، مگر فلاں فلاں لڑ رہے تھے، تو اس کا علم اُٹھا لیا گیا، شاید اس میں آپ کے لیے بہتری ہو، لہٰذا آپ (اس سال) اسے ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں رات میں تلاش کریں۔''

(صحيح البخاري : 2023)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِرَفْعِهَا رَفْعُ بَيَانِ عِلْمِ عَيْنِهَا وَلَوْ كَانَ

الْمُرَادُ رَفْعَ وُجُودِهَا لَمْ يَأْمُرْ بِالْتِمَاسِهَا .

''اس حدیث میں صراحت ہے کہ اس کے اُٹھ جانے سے مراد اس کے تعین کا علم اُٹھ جانا ہے، کیونکہ اگر اس سے لیلۃ القدر کا ہی اُٹھ جانا مراد ہوتا، تو نبی کریم ﷺ اسے (طاق راتوں میں) تلاش کرنے کا حکم نہ فرماتے۔''

(شرح النّووي : 58/8)

سوال: پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: پوسٹ مارٹم تین صورتوں میں جائز ہے؛

① کسی مقدمے کی تحقیق کے لیے، اگر قاضی کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ موت کی وجہ کیا بنی ہے، تو اس کے ذریعہ موت کی وجہ اور جرم کی نوعیت تک پہنچا جا سکے، بشرطیکہ اس صورت میں واحد حل پوسٹ مارٹم ہی ہو۔

② اُن امراض کی تحقیق کرنے کے لیے کہ جن کی تشخیص کے لیے پوسٹ مارٹم کرنا ضروری ہو، تاکہ ان جیسے امراض کا علاج اور احتیاطی تدابیر دریافت کی جا سکیں۔

③ طب وجراحت کی تعلیم کے لیے، جیسا کہ میڈیکل کالجز میں ہوتا ہے۔

سوال: قرآن کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا معجز اور حقیقی کلام ہے، مخلوق نہیں۔ اس نے اسے صوت وحروف کے ساتھ کلام کیا ہے۔ یہ وحی منزل ہے، جو جبریل امین علیہ السلام کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ پر اُتاری گئی۔ مصاحف میں مکتوب ہے اور تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی تلاوت عبادت ہے۔

❁ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ (۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، یہ منزل ہے، مخلوق نہیں، جسے جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے سنا ہے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا۔ یہ وہی قرآن ہے، جسے ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، یہ دوگتوں کے درمیان اور ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ اسے سنا بھی جاتا ہے، لکھا بھی جاتا ہے اور (کتاب اور سینے میں) محفوظ بھی کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر ہر حرف مثلاً؛ باء، تاء، اللہ کا کلام ہیں، مخلوق نہیں، اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی اور (قیامت کو) اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ اس کے حروف اور معانی سب منجانب اللہ ہیں، نہ کہ صرف حروف، یا صرف معانی۔ اہل سنت ان لوگوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ قرآن کو عقل فعال وغیرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر ڈال دیا گیا، جیسا کہ فلاسفہ اور صابی کہتے ہیں۔ یا جو کہتے ہیں کہ قرآن کو کسی جسم میں پیدا کر دیا گیا، جیسا کہ معتزلہ اور جہمیہ کہتے ہیں۔ یا جبریل یا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے علاوہ کسی اور جسم میں پیدا کیا گیا، جیسا کہ کلابیہ اور اشعریہ کہتے ہیں۔ یا جس نے یہ کہا کہ قرآن حروف اور صوت کا مرکب ہے، جو کہ قدیم اور ازلی ہیں، جیسے کلامیہ کہتے ہیں۔ یا یہ کہا کہ قرآن حادث ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہے، لیکن (اللہ تعالیٰ کے لیے) ازل میں (یہ کلام کرنا) ممتنع تھا، جیسا کہ ہاشمیہ اور کرامیہ کہتے ہیں۔''

(مقدمة التّفسير، ص 13-25)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ، سُوَرُهٗ وَآيَاتُهٗ، فَمُتَوَاتِرٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مَحْفُوْظٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُبَدِّلَهٗ، وَلَا يَزِيْدَ فِيْهِ آيَةً، وَلَا جُمْلَةً مُّسْتَقِلَّةً، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ عَمْدًا، لَانْسَلَخَ مِنَ الدِّيْنِ .

''قرآن عظیم کی سورتیں اور آیات متواتر ہیں، وللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے، کوئی اس میں تبدیلی یا زیادتی نہیں کرسکتا، نہ کوئی جملہ بڑھا سکتا ہے، اگر کوئی ایسا جان بوجھ کر کرے گا، تو وہ دین سے نکل جائے گا (یعنی مرتد ہوجائے گا)۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 171/10)

۞ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الْقُرْآنُ وَوَقَعَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ حَرْفٌ وَّلَا يُنْقَصُ حَرْفٌ وَقَدْ رَامَ الرَّوَافِضُ وَالْمُلْحَدَةُ ذٰلِكَ فَمَا يُمْكِنُ لَهُمْ .

''یقیناً قرآن صحیح سلامت ہے، اس پر اجماع ہو چکا ہے، لہٰذا اس میں ایک حرف بھی بڑھایا جائے، نہ کم کیا جائے۔ روافض (شیعہ) اور ملحدین نے تحریف قرآن کی کوشش کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔''

(إكمال المُعلِم :119/1)

۞ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ هُوَ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَنَقَلَ النَّقْلَ الْمُتَوَاتِرَ

كَوَافٌ عَنْ كَوَافٍ .

''قرآن وہ کتاب ہے، جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اسے ہر دور کے لوگوں نے ایک دوسرے سے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔''

(الإفصاح عن معاني الصِّحاح : 49/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''ہر نبی کو جو بھی معجزہ دیا گیا، لوگ اسے دیکھ کر ایمان لاتے رہے، البتہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے، وہ (قرآن وحدیث کی) وحی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کی ہے، لہٰذا مجھے امید ہے کہ روز قیامت سب سے زیادہ متبعین میرے ہی ہوں گے۔''

(صحيح البخاري : 4981، صحيح مسلم : 152)

❁ اس حدیث کے تحت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَضِيلَةٌ عَظِيمَةٌ لِلْقُرْآنِ الْمَجِيدِ عَلٰى كُلِّ مُعْجِزَةٍ أُعْطِيَهَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلٰى كُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلَهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ مَعْنَى الْحَدِيثِ؛ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ مَا آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، أَيْ مَا كَانَ دَلِيلًا عَلٰى تَصْدِيقِهٖ فِيمَا جَاءَهُمْ بِهٖ وَاتَّبَعَهُ مَنِ اتَّبَعَهُ مِنَ الْبَشَرِ، ثُمَّ لَمَّا مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ لَمْ

يَبْقَ لَهُمْ مُعْجِزَةٌ بَعْدَهُمْ إِلَّا مَا يَحْكِيهِ أَتْبَاعُهُمْ عَمَّا شَاهَدَهُ فِي زَمَانِهِ، فَأَمَّا الرَّسُولُ الْخَاتَمُ لِلرِّسَالَةِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا كَانَ مُعْظَمُ مَا آتَاهُ اللّٰهُ وَحيًا مِنْهُ إِلَيْهِ مَنْقُولًا إِلَى النَّاسِ بِالتَّوَاتُرِ، فَفِي كُلِّ حِينٍ هُوَ كَمَا أُنْزِلَ، فَلِهٰذَا قَالَ: فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا، وَكَذٰلِكَ وَقَعَ، فَإِنَّ أَتْبَاعَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَتْبَاعِ الْأَنْبِيَاءِ لِعُمُومِ رِسَالَتِهِ وَدَوَامِهَا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ، وَاسْتِمْرَارِ مُعْجِزَتِهِ.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ انبیا کو عطا کردہ تمام معجزوں اور تمام کتابوں سے زیادہ فضیلت والا معجزہ قرآن مجید ہے۔ کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی معجزات عطا کیے گئے، جن پر لوگ ایمان لائے، یعنی یہ معجزات انبیائے کرام کی لائی ہوئی شریعت کی صداقت پر دلیل تھے، تو جس نے انبیا کا اتباع کیا، سو کیا۔ پھر جب انبیا فوت ہو گئے، تو ان کے بعد ان کا کوئی معجزہ باقی نہ رہا، سوائے اس کے کہ انبیا کے متبعین ان معجزات کو بیان کرتے تھے، جن کے وہ عینی شاہد تھے۔ جبکہ خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو (قرآن کی صورت میں) وحی عطا کی تھی، جو لوگوں تک تواتر کے ساتھ منقول ہوئی۔ ہر زمانے میں وحی اسی طرح رہے، جیسے نازل ہوئی تھی، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔'' ایسا ہی ہوا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے

متبعین دیگر انبیا کے متبعین سے زیادہ ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اور قیامت تک جاری وساری ہے، نیز آپ ﷺ کا معجزہ (قرآن) بھی قیامت تک جاری رہے گا۔''

(مقدمة تفسير ابن كثير :20/1)

❁ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْاِعْتِمَادَ فِي نَقْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى حِفْظِ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ لَا عَلٰى حِفْظِ الْمَصَاحِفِ وَالْكُتُبِ، وَهٰذِهِ أَشْرَفُ خَصِيصَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ .

''قرآن کریم کے نقل میں اصل اعتماد حافظے پر ہے، نہ کہ کتابت پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی بہترین خصوصیت ہے۔''

(النّشر في القراء ات العشر :6/1)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ كُلَّ مَا هُوَ مِنَ الْقُرْآنِ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مُتَوَاتِرًا فِي أَصْلِهٖ وَأَجْزَائِهٖ وَأَمَّا فِي مَحَلِّهٖ وَوَضْعِهٖ وَتَرْتِيبِهٖ فَكَذٰلِكَ عِنْدَ مُحَقِّقِي أَهْلِ السُّنَّةِ لِلْقَطْعِ بِأَنَّ الْعَادَةَ تَقْضِي بِالتَّوَاتُرِ فِي تَفَاصِيلِ مِثْلِهٖ لِأَنَّ هٰذَا الْمُعْجِزَ الْعَظِيمَ الَّذِي هُوَ أَصْلُ الدِّينِ الْقَوِيمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ مِمَّا تَتَوَفَّرُ الدَّوَاعِي عَلٰى نَقْلِ جُمَلِهٖ وَتَفَاصِيلِهٖ فَمَا نُقِلَ آحَادًا وَلَمْ يَتَوَاتَرْ يُقْطَعُ بِأَنَّهٗ لَيْسَ

مِنَ الْقُرْآنِ قَطْعًا.

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن میں جو کچھ ہے، اس کے تمام اجزا متواتر ہیں۔ قرآن (کی آیات وسور) کی ترتیب اور محل بھی محقق اہل سنت کے نزدیک قطعی الثبوت (یعنی متواتر) ہے، اس جیسی اہم چیز کی تفاصیل بھی عموماً متواتر ہی ہوتی ہیں، کیونکہ شرعی ضرورت متقاضی ہے کہ یہ عظیم معجزہ، جو کہ دین قویم اور صراط مستقیم کی اَساس وبنیاد ہے، مکمل طور پر نقل کیا جائے، لہٰذا جو چیز خبر آحاد کے ساتھ نقل ہو اور متواتر نہ ہو، تو وہ قطعاً قرآن کا حصہ نہیں ہو سکتی۔''

(الاتّقان في علوم القرآن: 266/1)

سوال: کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے؟

جواب: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یہ کلمہ توحید، کلمہ دین اور کلمہ اسلام ہے۔ یہ دین کا رکن ہے۔ اس کلمہ پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۱۱/ ۳۷) فقط یہ کلمہ پڑھ لینے سے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کسی بھی کلمہ کے لیے قرآن وحدیث سے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ کلمہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو، تو وہ درست ہے، جیسا کہ چھ کلمے معروف ہیں۔ روافض کا کلمہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے مخالف ہے۔

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْكَافِرَ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهَ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، وَإِنْ لَّمْ يَتَلَفَّظْ بِلَفْظَةِ الشَّهَادَةِ.

’’مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اگر کافر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے، تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کی طرف سے حق کی گواہی ہو جاتی ہے، اگر چہ وہ ’’شہادت‘‘ کا لفظ نہ بھی بولے۔‘‘

(التّنبیه علی مشکلات الهِدایة : 497/4)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَفْتَقِرُ صِحَّةُ الْإِسْلَامِ إِلٰى أَنْ يَقُولَ الدَّاخِلُ فِيهِ : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، بَلْ لَوْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، كَانَ مُسْلِمًا بِالْاِتِّفَاقِ .

’’مسلمان ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ’’اشھد ان لا الہ الا اللہ‘‘ کہے، بلکہ اگر وہ ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کہے، تو بالاتفاق مسلمان ہو جائے گا۔‘‘

(الطّرق الحکمیّة، ص171)

۞ علامہ ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، أَوْ قَالَ : إِنِّي مُسْلِمٌ، أَنَّهٗ يُحْكَمُ لَهٗ بِحُكْمِ الْإِسْلَامِ .

’’جس نے ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کہا، یا یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں، تو اس کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دیا جائے گا۔‘‘ (أحکام القرآن : 310/2)

تنبیہ:

الاسماء والصفات للبیہقی (۱۹۵) میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(تفسير ابن كثير : 345/7، سلامة)

فائدہ:

✿ **علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:**

لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُعْتَدُّ بِتِلْكَ وَحْدَهَا .

''اجماع ہے کہ (اعمال کے بغیر) فقط کلمہ کا کوئی فائدہ نہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 72/6)

۴، مئی، ۲۰۲۰ء